فتاویٰ

سوال :- اگر کوئی حافظِ قرآن اہلِ حدیث بیس رکعات تراویح پڑھا دے اور بیس رکعات میں آٹھ رکعات کو سنت نبوی سمجھے اور بقیہ رکعات کو نوافل خیال کرے تو یہ درست ہے یا نہیں کیا بیس رکعات تراویح پڑھنا یا پڑھانا بدعت عمری ہے حالانکہ ایک روایت مرفوع ضعیف بروایتِ ابنِ عباسؓ بیہقی وطبرانی وابن ابی شیبہ میں بایں الفاظ آئی ہے ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر (نصب الرایہ ص۱۵۳ ج۲) و نیز بیس رکعات تراویح پر تعامل صحابہ و تابعین بھی ہے عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمن عمر بن الخطاب بعشرین رکعۃ والوتر رواہ البیہقی فی المعرفۃ قال النووی فی الخلاصۃ اسنادہ صحیح (نصب الرایہ ص۱۵۴ ج۲) اور مولوی عبدالحی لکھنوی حنفی عمدۃ الرعایہ ص۲۰۷ ج۱ میں لکھتے ہیں۔ نعم ثبت اہتمام الصحابۃ علی عشرین فی عہد عمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ فمن بعدہم اخرجہ مالک وابن سعد والبیہقی وغیرہم وما واظبت علیہ الخلفاء فعلا وتشریعا ایضا سنۃ بحدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین اخرجہ ابوداؤد اور مقلدین اربعہ حرمین شریفین کا بھی اسپر عمل ہے پس دریافت طلب امر یہ ہے کہ بیس رکعات تراویح پڑھنا یا پڑھانا آٹھ رکعات کو مسنون سمجھتے ہوئے درست ہے یا نہیں اور اس کو بدعت عمری کہنا کیسا ہے اور یہ اثر عمری سنداً صحیح ہے یا نہیں

عبدالمالک کھنڈیلہ جے پور۔

جواب :- آٹھ رکعت تراویح کو سنت نبوی سمجھکر پڑھ لینے کے بعد رات کے کسی حصہ میں بطور نفل کے مزید اجر و ثواب کے لیے کچھ اور رکعتیں ادا کرنا منع نہیں ہے۔ چنانچہ بعض سلف سے ۴۰ اور بعض سے ۳۸ اور بعض سے ۳۶ اور بعض سے ۳۴ اور بعض سے ۲۸ اور بعض سے ۲۴ اور بعض سے ۲۰ تک پڑھنا منقول ہے۔ لیکن سنت نبوی صرف آٹھ رکعت ہے اس سے زیادہ اباحت اور جواز محض کے درجہ میں ہے۔ کسی اہل حدیث کا حنفیوں کی طرح مسلسل ۲۰ رکعت تراویح پڑھنا اور یہ خیال کرلینا کہ ۸ رکعت تراویح مسنونہ ہوگئیں اور بقیہ نفل میرے نزدیک ٹھیک نہیں ہے۔

مقلدین ۲۰ رکعت کو جو نہ سنت نبوی ہے نہ سنت عمری سنت نبوی سمجھتے ہیں اور اسی کا التزام کرتے ہیں اور ۸ رکعت پر اکتفا کرنے والوں پر طعن کرتے ہیں۔ اس طرح ۲۰ رکعت تراویح مقلدین کا

شعار ہوگئی ہے۔ پس مقلدین کی طرح مسلسل ۲۰ رکعت پڑھنے سے ان کے شعار کو جو ایک غیر مسنون چیز ہے تقویت ہوگی اور سنت نبوی سے اعراض اور اس کے ترک کی موہم ہوگی۔ ونیز یہ طریق کار مداہنت سے خالی نہیں۔ ایسی صورت اغلباً وہیں پیش آتی ہے جہاں مقتدی عام طور پر حنفی ہوں اور وہ ایک اہل حدیث یا تراویح پڑھانے والا حافظ اہل حدیث ہوتا ہے اور مصلیانِ مسجد حنفی۔ پہلی صورت میں ظاہر یہ ہے کہ اہل حدیث ۲۰ اس لیے پڑھتا ہے کہ حنفیوں کی مخالفت کے طعن و تشنیع سے محفوظ رہے اور دوسری صورت میں اہلِ حدیث حافظ ۲۰ رکعت اس لیے پڑھتا ہے کہ حنفی خوش رہیں اور اس کو تراویح پڑھانے کی مشروط یا غیر مشروط اجرت مل جائے وکلتہما الصورتین قبیحۃ عندنا بل لا یجوز عندنا اخذ الاجرۃ علی التراویح۔

آپ کی پیش کردہ مرفوع روایت باتفاق امت سخت ضعیف بالکل ناقابل اعتماد ہے ملاحظہ ہو نصب الرایہ للزیلعی الحنفی وفتح القدیر لابن الہمام الحنفی وعمدۃ القاری للعینی الحنفی والعرف الشذی للشیخ محمد انور الکشمیری الحنفی وغیرہا من تصانیف الحنفیہ۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ۲۰ رکعت تراویح پڑھنے کی نسبت غلط اور باطل ہے۔ اسی لیے مولوی انور شاہ صاحب مرحوم فرماتے ہیں ولا مناص من تسلیم ان تراویحہ علیہ السلام کانت ثمان رکعات (العرف الشذی ص ۳۲۹)

مولوی عبدالحی صاحب کی طرح دوسرے حنفی علما نے بھی اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ ۲۰ رکعت پر حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہ کا اجماع ہوگیا ہے اور چونکہ آپ نے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین فرمایا ہے اس لیے ۲۰ رکعت پڑھنے کا گویا آپ نے حکم دیدیا۔ ملاحظہ ہو طحطاوی علی المراقی۔ ماثبت بالسنۃ۔ کشف الغمہ۔ عمدۃ القاری وغیرہ اور اسی ادعاء اجماع وتعامل صحابہ کی آڑ لے کر بعض مقلدین نے یہ کہدیا ہے کہ حدیث مرفوع مذکور فی السوال اگرچہ ضعیف ہے لیکن عمل صحابہ کی وجہ سے قوی ہوگئی ملاحظہ ہو اوجز المسالک، والکوکب الدری وغیرہ لیکن حقیقت یہ ہے کہ (سنت نبوی ۸ رکعت کے مقابلہ میں) حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ وغیرہ سے بیس ۲۰ رکعت کے متعلق جتنی روایتیں مقلدین نے اب تک ڈھونڈھ کر پیش کی ہیں ان میں سے کوئی بھی سنداً صحیح نہیں سب کی سب مجروح ہیں (ہر ایک اثر اور روایت پر مفصل کلام وجرح تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۷۴، ۷۵، ۷۶ میں ملاحظہ کیجیے) چنانچہ آپ کا پیش کردہ اثر اس وجہ سے صحیح نہیں ہے کہ بیہقی نے اس کو دو سند سے روایت کیا ہے ایک سند میں دو (ابو عثمان عمرو بن عبداللہ البصری وابو طاہر الفقیہ) ایسے راوی ہیں

جنکے متعلق کچھ نہیں معلوم کہ وہ کون ہیں اور کیسے ہیں۔ اور دوسری سند میں امام بیہقی کے شیخ ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن فنجویہ دینوری ہیں اور ان کا حال بھی معلوم نہیں اور یہ اثر اسلئے بھی غیر محفوظ ہے کہ یہ مؤطا مالکؒ۔ سنن سعید بن منصور۔ قیام اللیل لابی نصر کی اوس صحیح محفوظ روایت کے معارض ہے جس میں سائب بن یزید صحابی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ہم لوگ گیارہ رکعت تراویح مع وتر کے پڑھتے تھے اور یہ کہ حضرت عمرؓ نے ابی بن کعبؓ اور تمیم داری کو مع وتر گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

اور جب ۲۰ رکعت والے تمام آثار مجروح وضعیف ہیں اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ان کے حکم سے بجائے ۲۰ کے صحابہ کا صرف آٹھ رکعت تراویح پڑھنا ثابت ہے و نیز تراویح کی رکعتوں کے بارے میں سلف کا مختلف عمل تھا (کما تقدم) یہاں تک کہ جنگ حرہ سے پہلے ایک سو سے زائد برسوں تک مدینہ والوں کا عمل ۳۸ پر رہا تو ۲۰ پر صحابہ و تابعین کا اجماع اور عمل و مواظبت کا دعوی غلط اور باطل نہیں تو اور کیا ہے۔ اور جب خلفاء راشدین و صحابہ کا ۲۰ پر تعامل ثابت نہیں تو مزعومہ تعامل و اجماع و مواظبت کے ذریعہ حدیث ضعیف کی تقویت و تائید کا ظن فاسد بھی ختم ہو گیا۔ اور اگر ہم تھوڑی دیر کے لیے مان لیں کہ ۲۰ رکعت تراویح حضرت عمرؓ کی سنت ہے اور یہ کہ اس پر انکے زمانہ میں لوگوں کا عمل تھا تو سنت نبوی پر سنت عمری کو ترجیح دینا یعنی نبی معصوم کے عمل کو چھوڑ کر عمل صحابہ کو لے لینا کونسی فقاہت ہے۔ ہمارے یہاں شریعت و قانون صرف وحی جلی (قرآن) اور وحی خفی (حدیث) ہے جس کا مرجع ذات الٰہی ہے صحابہ کو تشریع کا منصب حاصل نہیں۔

اور علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین میں سنت الخلفاء سے مراد خلفاء کی وہ سنت ہے جس کا منشا و اصل سنت نبوی میں موجود ہو۔

اور جب ۲۰ رکعت تراویح نہ سنت نبوی ہے نہ سنت عمری نہ معمول صحابہ و تابعین تو حرمین شریفین بلکہ دنیا بھر کے مقلدین کا ۲۰ پر عمل ہماری نظر میں کیا وقعت رکھے گا اذا جاء نہر اللہ بطل نہر معقل۔

(بقیہ صفحہ ۲۴) اور ایک ضلع چھپرہ کے ہیں۔ ان تینوں طلبہ کو جماعت میں اور حدیث میں اول آنے انعام کے ساتھ پچاس پچاس روپے جبہ و دستار کیلئے بھی دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان نوجوان علماء کو دین و علم کی خدمت کی بیش از بیش توفیق بخشے۔

اخیر میں جناب صدر اور حاضرین کی پر خلوص دعاؤں کے ساتھ اجلاس برخواست ہوا۔